eMadrasah
Learn Deen with Abedeen Academy
Bridge Course 2020

اُردو کی دس تفاسیر کا تعارف

سپروائزر: مفتی عمر عابدین قاسمی مدنی

تیار کردہ: گروپ ۔ ا

آدم عمار سرفراز | الیاس احمد شکیل | ظفر مسعود | مجید اللہ خان
محمد ایوب منیار | محمود ہاشمی | محمد فضل الباری | شیخ خواجہ نصیر الدّین

July – October 2020

eMadrasah
Learn Deen with Abedeen Academy
Bridge Course 2020

اردو کی

دس تفاسیر کا تعارف

سپروائزر:

مفتی عمر عابدین قاسمی مدنی

تیار کردہ۔ گروپ ۱
ظفر مسعود (گروپ کوآرڈینیٹر)
آدم عمار سرفراز
الیاس احمد شکیل
مجید اللہ خان
محمد ایوب منیار
محمود ہاشمی
محمد فضل الباری
شیخ خواجہ نصیر الدین

July – October 2020

فہرست مضامین

تشکر.......... 6

مقدمہ.......... 8

اُردو کی دس تفاسیر کا تعارف.......... 9

کتب تفاسیر :.......... 10

اُردو کی پہلی تفسیر :.......... 10

آسان تفسیر قرآن مجید از: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب.......... 11

نام ونسب اور خاندانی پس منظر.......... 11

تعلیم وتربیت:.......... 11

تدریسی زندگی :.......... 12

آسان تفسیر کا تعارف.......... 12

تفسیر ماجدی.......... 16

تفسیر ماجدی کی خصوصیات :.......... 16

تدبر قرآن.......... 18

مصنف کے حالات :.......... 18

شخصیت:.......... 18

تصانیف:.......... 18

تفسیر تدبر قرآن.......... 18

فہم قرآن کے داخلی وسائل:.......... 19

فہم قرآن کے خارجی وسائل :.......... 19

بیان القرآن.......... 20

مفسر کے حالات :.......... 20

اساتذہ کرام:.......... 20

شاگرد رشید: 20
شخصیت: 20
تصانیف: 21
تفسیر بیان القرآن کے بارے میں 21
تفصیلات: 21
آسان ترجمہ قرآن 22
صاحب کتاب کا تعارف 22
تعلیمی سفر: 22
آپ کے شاگرد: 22
تدریسی خدمات: 22
اکابرین امت کے نزدیک آپ کا مقام: 23
آپ کی تصانیف: 23
کتاب کا تعارف 23
تفسیر عثمانی 25
تعلیم و تربیت: 25
تدریسی خدمات: 25
وفات: 25
شاگرد: 25
تصانیف: 25
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی: 26
تعلیم: 26
تدریسی خدمات: 26
مشہور تلامذہ: 26

تصنیفات: 26
وفات: 26
تفسیر عثمانی کے بارے میں 26
ترجمہ شیخ الہند: 26
تفسیر عثمانی: 27
تفہیم القرآن 28
حیات مصنف: 28
تفہیم القرآن: 29
معارف القرآن 31
تفسیر مظہری 33
تفسیر مظہری کے بارے میں 33
بیان القرآن 34

تشکر

نبی کریم ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں: مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ۔ ”جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا“۔ (صحیح حدیث)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس انسان کی طبیعت میں لوگوں کے احسان اور ان کے اچھے کاموں کا شکریہ ادا کرنے کی عادت نہ ہو اس سے یہ ہر طرح ممکن ہیکہ وہ اللہ کے احسانات وانعامات اور اس کی بے حد وحساب نعمتوں کا شکریہ بھی ادا نہیں کرے گا۔

ایک شریف مسلمان کے اخلاق کا تقاضا ہے کہ جس طرح وہ اللہ کے احسانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے پانچ وقت اللہ کے سامنے سر جھکاتا ہے اور دوسری عبادتوں اور دوسرے اچھے اچھے کاموں کے ذریعہ اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح ایک شریف انسان اور بطور خاص ایک شریف مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، کوئی نیکی کرے، کوئی بھلائی کا کام کرے اور کوئی احسان کرے تو اس کے اس احسان اور اس کے اچھے سلوک کا بطریقۂ احسن جواب دے اور جس طرح بھی ممکن ہو اس کے احسان کا بدلہ چکائے۔

یہ تو ایک عام زندگی کی بات ہے، مگر جب بات اس شخص کی ہو جس نے کسی کو اس کے خالق کے قریب کیا ہو، اس کا پیغام سمجھنے میں مدد کی ہو، اس کے پیدا کرنے والے کی محبوب ذات کو سمجھنے اور اسکی زندگی سے واقف کرانے میں مدد کی ہو اسکے لئے تو جذبات یقیناً اور طرح کے ہونے چاہیے۔ ایک عربی محاورہ سے شاید میں اپنی بات سمجھا سکوں، کسی نے کہا ہے: ”مَنۡ عَلَّمَنِیۡ حَرۡفًا صِرۡتُ لَہٗ عَبۡدًا“ کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا ہو میں تا عمر اس کی غلامی کے لیے تیار ہوں۔

یقیناً اسی طرح کے یا اس سے ملتے جلتے میرے بھی جذبات ہیں اپنے استاد محترم مولانا عمر عابدین قاسمی مدنی کے لیے جنہوں نے مجھے اس مختصر وقت میں بہت کچھ سکھادیا یا سیکھنے اور سمجھنے کے راستے پر ڈال دیا۔

قرآن مجید کی تفسیر ایک نہایت عظیم کام اور بڑا علمی مشغلہ ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کی ہر دور میں اور تقریباً ہر زبان میں ہر طرح کی خدمت کی گئی ہے۔ جہاں تک ہمارے اس پراجیکٹ کا تعلق ہے وہ یوں ہے کہ اردو زبان میں لکھی گئی دس تفاسیر کا تعارف پیش کرنے کی ذمہ داری ہمیں دی گئی تھی، گروپ کے احباب کی مجموعی کوششوں سے اب یہ اس مقالہ کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ یوں تو باقاعدہ طور پر پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لیکن اس کام کو کرنے کے دوران مختلف کتابوں سے استفادہ کا موقع ملا، استاذ محترم مولانا عمر عابدین حفظہ اللہ کی رہنمائی ساتھ رہی، ساتھ ہی ساتھ اس لاک ڈاؤن کے عرصے میں ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم صاحب کا ترتیب کردہ قرآن مجید کا نہایت سہل اور بہترین کورس "آؤ قرآن سمجھیں آسان طریقے سے" کرنے کی سعادت حاصل ہوئی (جو ابھی جاری ہے)۔ اس کورس کے دوران اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہوا کہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا کتنا اہم اور ضروری ہے اور کس طرح سے قرآن خود میں تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ تفسیر کے اس پراجیکٹ پر کام کرنے میں جن کتابوں کو پڑھنے کا موقع ملا ان سے بھی علم میں کافی اضافہ ہوا، تفاسیر کی مختلف نوعیتیں، ان کی افادیت، مفسرین کی خدمات سامنے آئیں۔ فللہ الحمد علیٰ ذٰلک۔

اس پراجیکٹ پر کام کے لیے میں اپنے گروپ کے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اس کی تکمیل میں حصہ لیا، خصوصاً بھائی آدم عمار، فضل الباری، خواجہ نصیر الدین، ایوب منیار، الیاس شکیل صاحبان، اسی طرح بھائی مجید اللہ خان اور محمود ہاشمی صاحب کے مشورے بھی بہت کام آئے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کو قبول فرمائے، آمین

اس موقع پر میں اپنی اور اپنے گروپ کے تمام ساتھیوں کی جانب سے اپنے عزیز بھائی نما دوست مولانا محمد فرقان فلاحی صاحب (اورنگ آباد) کا شکریہ ادا کروں گا جو مصروفیات کے باوجود میرا تعاون اور رہنمائی کرتے رہے۔ ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم صاحب (انڈراسٹینڈ القرآن اکیڈمی، حیدرآباد)، ڈاکٹر شعیب اسلم ندوی، مولانا عابد ندوی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جن کے مشورے میرے لیے بہت کارآمد رہے۔ آخر میں ہم تمام گروپ ممبران اپنے اپنے گھر والوں کے بھی شکر گزار ہیں کہ اس پروجیکٹ کی تیاری میں انہوں نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ہمارا تعاون کیا، اللہ پاک تمام کو ہمیشہ عافیت سے رکھے اور دنیا وآخرت میں کامیاب فرمائے، آمین۔

ہم اپنے استاد محترم مولانا عمر عابدین حفظہ اللہ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے آن لائن درس وتدریس کا نظام شروع کیا، جس کی وجہ سے ہمیں اس بابرکت کام کو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ استاد محترم کی اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور ہم تمام کو خیر کے کاموں میں استعمال فرمائے، آمین۔

ظفر مسعود (گروپ کوآرڈینیٹر)

اکتوبر 2020

مقدمہ

میں اس کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا کہ میری پیدائش کسی علمی یا دینی گھرانے میں ہوئی، جس خاندان میں میری پیدائش ہوئی، اس میں بڑے مشہور ڈاکٹرز اور انجینئرز ضرور تھے، مگر میں اپنے آپ کو بے انتہا خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ جب میں نے اپنے شعور کی آنکھ کھولی تو اس وقت تک گھر میں دینی ماحول آچکا تھا۔ والدہ محترمہ کا (اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے) نہ صرف تبلیغی جماعت سے تعلق تھا بلکہ اس جماعت کے ذمہ داروں میں شمار ہوتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ گھر میں اس وقت کی مشہور علمی اور دینی شخصیتوں کی گونج سنائی دینے لگی تھی، بطور خاص مولانا عبدالماجد دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تو گھر میں ایسے سنائی دیتا تھا جیسے وہ ہمارے خاندان کی ہی کوئی بڑی بزرگ شخصیت ہوں۔ والد محترم جناب محمد بہاؤالدین صاحب (اللہ ان کی قبر بھی نور سے بھر دے) کا مولانا سے گہرا تعلق تھا، اسی مناسبت سے گھر میں تفسیر ماجدی اور دوسری دینی کتابوں کا بہت چرچا تھا، "صدق جدید" بھی پابندی سے زیر مطالعہ رہتا تھا جس سے نئے نئے مسائل کا علم ہوتا تھا۔ والد صاحب کی خواہش پر ہی مولانا دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ نے برادر عزیز ڈاکٹر شعیب اسلم ندوی کے علمی سفر کا خاکہ بنایا تھا جو بفضل تعالی پایۂ تکمیل کو پہونچا اور انہی کے ذریعے مولانا ابرار الحق صاحب اور پھر مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہم سے جو رشتہ قائم ہوا اس کی وجہ سے گھر میں ایک علمی اور دینی فضا ہمیشہ ہی قائم رہی۔

تلاش معاش کے سلسلہ میں جب جدہ آنا ہوا تو پھر حیدرآباد کے ماحول سے تھوڑی تبدیلی ہوئی، حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا، نئے ساتھیوں اور نئے ماحول نے سوچ میں تبدیلی پیدا کرنا شروع کر دیا۔ ایک اتفاق اور اللہ کا کرم ہوا کہ چند سالوں کے بعد میرا "صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب مدظلہ" سے علمی تعلق قائم ہوا، باقاعدہ ان کی کلاس اور دروس میں شرکت ہوتی رہی، زندگی کا ایک مقصد نظر آیا، اور وقت کا کسی حد تک صحیح استعمال ہونے لگا۔

مارچ ۲۰۲۰ میں کورونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن شروع ہوا، سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وقت کو کیسے گزارا جائے، پھر اللہ تعالی نے "ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب" اور "انڈراسٹینڈ القرآن اکیڈمی" کی شکل میں راستہ دکھایا، ڈاکٹر صاحب نے اسی زمانہ میں قرآن کو آسان طریقے سے سمجھنے کے پہلے کورس کی ایک نئی کلاس شروع کی تھی؛ چنانچہ اس کورس کو شروع کیا۔ آہستہ آہستہ شوق بڑھنے لگا، رمضان میں تراویح کا اور مزہ آنے لگا اور اب الحمدللہ اسی کا تیسرا کورس کر رہا ہوں۔ فللہ الحمد علیٰ ذلک۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے مختلف تفاسیر دیکھنے کی سعادت ملی، پھر تو ایسا لگنے لگا کہ وقت کم پڑ رہا ہے۔

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ اسی دوران Learn Deen with Abideen کا برج کورس شروع ہوا اور میں نے اس میں داخلہ لے لیا، جس میں روزانہ مفتی عمر عابدین صاحب کا قرآن کا درس ہونے لگا جس کی وجہ سے قرآن سیکھنے اور سمجھنے کا شوق اور ذوق بڑھتا گیا۔

اسی کورس کے ایک پراجیکٹ کے سلسلہ میں ایک گروپ طے کر کے ہمیں کہا گیا کہ اردو زبان کی دس تفسیروں پر کچھ کام کیا جائے، الحمدللہ یہ صرف اور صرف اللہ ہی کا کرم ہے کہ اپنے گروپ کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر زندگی میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کے تعلق سے کچھ لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ پاک اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے اور ہماری آخرت کا کچھ سامان ہو جائے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اسی کام کے نتیجے میں مجھ پر اور ہمارے اس گروپ کے ساتھیوں پر قرآن وحدیث کے احکامات و معارف کے ایسے دروازے کھل جائیں جن سے ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے، عمل کرنے کی توفیق ہو اور ہم حسب توفیق دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے قابل بن جائیں۔ آمین

ظفر مسعود (گروپ کوآرڈینیٹر)

اکتوبر 2020

اُردو کی دس تفاسیر کا تعارف

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی الٰہ واصحابہ اجمعین

مسلمان کے لئے اللہ کا سب سے بڑا تحفہ قرآن کریم ہے، اس نے اس کو کتاب ہدایت بنایا ہے۔ کیا صرف تلاوتِ قرآن سے یا صرف اس کی تعظیم و تکریم اور اس کو خوبصورت غلاف میں لپیٹ کر رکھنے سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا؟ "طاقوں میں سجایا جاتا ہوں" یقیناً نہیں! ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں فرمایا: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ "اور تحقیق ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کو آسان بنایا ہے، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟" یہ کہنا کہ قرآن مشکل ہے، ایک شیطانی وسوسہ ہے، ایسا ہر گز نہ کہیں۔ کیا اس طرح کہہ کر ہم قرآن کو جھٹلانے والے ہوں گے؟

قرآن مجید کے فہم کا ایک پہلو یہ ہے کہ قرآن یہ حقیقت بیان کرتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور تنہا وہی عبادت کے لائق ہے، اس نے یہ ساری کائنات پیدا کی، اس دنیا میں جنات اور انسانوں کو آزمائش کے لئے بھیجا، یہ دنیا سب کچھ نہیں بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جو یوم آخرت کہلاتا ہے اور جہاں دنیا میں کئے گئے اچھے برے ہر عمل کی جزا و سزا مل کر رہے گی۔ یہ حقائق اور قرآن کے اس پیغام کو سمجھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لحاظ سے قرآن نہایت سہل اور آسان کتاب ہے۔

قرآن کے فہم کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ علوم و معرفت کا خزانہ ہے، اس کے معارف کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ علماء کبھی سیر نہیں ہوں گے، جتنا اس میں غور و تدبر کریں گے علوم و معارف کے موتی اور حکمتوں کے نئے خزانے پائیں گے۔ قرآن عقل مندوں کو اس میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآن پاک کی صرف تلاوت پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس کو سمجھیں اور اس میں غور و تدبر کریں۔

اس کے دو طریقے ہیں: یا تو ہم قرآن کی زبان سیکھیں جو عربی ہے، تاکہ ہم قرآن کو براہ راست سمجھیں یا پھر اپنے علماء اور مفسرین کی کتابوں کے ذریعے جن کو تفسیر کی کتابیں کہا جاتا ہے ان کی مدد سے قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن بلاشبہ زندگی گزارنے کے لئے ایک مکمل رہبر ہے، جب تک قرآن کو نہیں سمجھیں گے، ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ وہ ہماری رہنمائی کا فرض کس صورت میں انجام دیتا ہے اور ہمیں اس کی روشنی میں کس طرح زندگی گزارنی چاہیے؟ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہم مکمل طور پر قرآن پاک کی تعلیمات کو سمجھیں؛ اس لیے ہمیں پوری کوشش اور محنت کرنا چاہیے کہ ہم قرآن پاک کو Direct عربی میں سمجھنے کی کوشش کریں، رسول اللہ ﷺ صحابہ کو صرف قرآن کے معنی ہی نہیں، بلکہ تفسیر بھی سمجھاتے تھے۔

تفسیر کے لفظی معنی ہیں: کھولنا، اور اصطلاح میں علم تفسیر اس علم کو کہتے ہیں جس میں قرآن کریم کے معانی بیان کئے جائیں، اس کے احکام اور حکمتوں کو کھول کر واضح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ہم نے قرآن آپ (ﷺ) پر نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان کریں جو آپ کی طرف اتاری گئیں"۔ (النحل: ۴۴)

آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو صرف قرآن کریم کے الفاظ نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ اس کی پوری تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے، جب تک رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اس وقت تک اور پھر خلفائے راشدین کے زمانے میں کسی آیت کو سمجھنے میں مشکل ہوتی تو لوگ آپ ﷺ سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے معلوم کر لیتے تھے؛ لیکن اس سنہرے دور کے بعد اس بات کی ضرورت تھی کہ تفسیر قرآن کو ایک مستقل علم کی صورت میں محفوظ کیا جائے، تاکہ امت کے لیے قرآن کریم کے الفاظ کے ساتھ اس کے صحیح معنی بھی محفوظ ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ کے فضل وکرم سے امت کے اکابرین نے یہ کارنامہ اُس حسن وخوبی سے انجام دیا کہ آج ہم یہ بات بلاخوف وتردد کہہ سکتے ہیں کہ اس آخری کتاب کے صرف الفاظ ہی محفوظ نہیں، بلکہ اس کی وہ صحیح تفسیر وتشریح بھی محفوظ ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمائی اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ کے ذریعے ہم تک پہونچی ہے۔

علم تفسیر کو اس امت نے کس کس طرح محفوظ کیا؟ اس راہ میں ہمارے مفسرین نے کتنی تکلیفیں اٹھائیں اور کیسی مشقتیں برداشت کیں؟ اس کی ایک طویل اور دلچسپ تاریخ ہے، اس وقت ہمارا یہ موضوع نہیں، یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کے مأخذ کیا ہیں؟ اور علم تفسیر پر جو بے شمار کتابیں ملتی ہیں، ان میں مفسرین نے قرآن کریم کی تشریح میں کن سے استفادہ کیا ہے؟ یہ سرچشمے کل چھ ہیں: (۱) قرآن کریم (۲) حدیث رسول ﷺ (۳) صحابہؓ کے اقوال (۴) تابعین کے اقوال (۵) لغت عرب (۶) تدبر اور استنباط۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے، جس کے لئے صرف عربی کا جان لینا کافی نہیں ہے، بلکہ دیگر علوم میں بھی مہارت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ تفسیر قرآن کے لئے ضروری ہے کہ مفسر عربی زبان اور اس کے قواعد کے علاوہ علم حدیث، فقہ اور علم الکلام کا وسیع علم رکھتا ہو، جب تک ان علوم سے واقفیت نہ ہو انسان قرآن کریم کی تفسیر میں کسی صحیح نتیجے تک نہیں پہونچ سکتا۔

کتب تفاسیر:

عہد رسالت کے بعد سے قرآن کریم کی بے شمار تفسیریں لکھی گئی ہیں، دنیا کی کسی کتاب کی اتنی خدمت نہیں کی گئی جتنی قرآن کریم کی خدمت کی گئی ہے، اگر دنیا کی تمام مختلف زبانوں کی تفاسیر کا احاطہ کیا جائے تو تفاسیر کے ناموں کے کئی Volumes ہو سکتے ہیں، یہاں ہمارا مقصد صرف اُردو کی تفاسیر کا تعارف کرانا ہے، ان میں سے بھی ہم صرف دس (۱۰) تفاسیر کا ذکر کریں گے۔

اُردو کی پہلی تفسیر:

سرزمین دکن کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ قرآن کی پہلی اُردو تفسیر کا کام دکن میں ہوا، مولانا باقر دہلوی صاحبؒ نے پہلی تفسیر لکھی تھی، یہ تفسیر تقریباً ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل تھی لیکن بدقسمتی سے یہ شائع نہیں ہو سکی، اس کے بعد پھر مولانا مراد اللہ شاہ صاحب انصاریؒ جن کا تعلق سنبھل سے تھا، انہوں نے تفسیر لکھی؛ لیکن یہ بھی مکمل نہیں ہوئی، البتہ مطبوعہ ہے اور کتب خانوں میں دستیاب ہے۔ ہندوستان میں پہلی مکمل تفسیر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ محدث ومفسر نے لکھی، جو موضح القرآن کے نام سے آج بھی دستیاب ہے۔ آپ کا انتقال ۱۲۳۰ھ مطابق AD 1815 میں دہلی میں ہوا، اس کے بعد اُردو تفاسیر کا سلسلہ شروع ہوگیا، ہم یہاں دس تفاسیر کا ایک مختصر تعارف پیش کریں گے۔

آسان تفسیر قرآن مجید از : حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

نام و نسب اور خاندانی پس منظر

نام : خالد سیف اللہ

تاریخی نام : نور خورشید

والد کا نام : حکیم زین العابدین

پیدائش : ۲ جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ نومبر ۱۹۵۶

جائے پیدائش : قاضی محلّہ، جالہ ضلع در بھنگہ، بہار

خاندان : آپ کے دادا مولانا عبدالاحد صاحبؒ اپنے زمانے کے بڑے علماء میں سے تھے۔ آپ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید تھے اور ۱۳۲۰ھ میں دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ آگے چل کر وہ بہار کی ایک ممتاز درس گاہ کے شیخ الحدیث بھی رہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا زین العابدینؒ علاقہ کے ممتاز علماء میں تھے، عقائد و بدعات کی اصلاح کا کام بڑے پیمانہ پر انجام دیا، اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں کا خاصہ ذوق رکھتے تھے۔ کئی رسائل آپ کے طبع ہو چکے ہیں اور آپ کا جمع کردہ ایک احادیث کا مجموعہ بھی ہے۔ آپ کے چچا حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ تھے جن کے علم و فقہ کا شہرہ آج بھی عرب و عجم میں ہے، آپ امیر شریعت بہار واڑیسہ تھے اور صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے علاوہ بے حساب اداروں اور تنظیموں سے تعلق تھا، آپ آل انڈیا ملی کونسل کے بانی وصدر تھے۔

تعلیم و تربیت :

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی تعلیم اپنی دادی اور والدہ محترمہ سے شروع ہوئی تھی، فارسی اور عربی زبان کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں، مدرسہ قاسم العلوم دوگھرا میں ایک دو سال ابتدائی تعلیم حاصل کی، یہاں آپ کے خاص استاذ مولانا عبدالحمید قاسمی صاحب (نیپال) تھے، پھر آپ نے جامعہ رحمانی مونگیر سے درس حدیث تک تعلیم حاصل کی، امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ کی آپ پر خصوصی شفقت تھی، آپ نے اساتذہ میں مولانا شمس الحق صاحب، مولانا اکرام علی صاحب، مولانا حبیب الرحمان صاحب، مولانا فضل الرحمان صاحب نیز دوسرے اکابر اساتذہ سے استفادہ کیا، پھر آپ مونگیر سے دیوبند تشریف لے گئے اور دوبارہ دورہ حدیث کیا جہاں مولانا محمد حسین بہاریؒ، مولانا معراج الحق صاحبؒ، مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ، مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ، مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری صاحبؒ، مولانا محمد سالم صاحبؒ سے بھی کتب

حدیث پڑھنے کا موقع ملا۔ دیوبند سے فراغت کے بعد آپ دو سال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں رہے، یہاں حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی نگرانی میں قضاء وافتاء کی تربیت حاصل کی۔

تدریسی زندگی:

شہر حیدرآباد کی خوش قسمتی رہی کہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے اپنی تدریسی زندگی کاآغاز یہیں سے کیا، امیر شریعت حضرت مولانا عاقل صاحبؒ کی دعوت پر شوال ۱۳۹۷ھ میں آپ دارالعلوم حیدرآباد تشریف لائے، ایک سال کے بعد آپ دارالعلوم سبیل السلام سے وابستہ ہوگئے، ایک سال بعد ۱۳۹۹ھ میں آپ یہاں کے صدر مدرس بنائے گئے، آپ نے یہاں تخصص فی الفقہ کا شعبہ قائم کیا، جو ملک بھر میں مشہور ہوا، آپ نے ۲۲ سال یہاں خدمت انجام دیں پھر ۱۴۲۰ھ میں سبیل السلام سے استعفیٰ دے کر فضلاء مدارس کے لئے ایک مستقل ادارہ "المعھد العالی الاسلامی حیدرآباد" قائم فرمایا۔ الحمدللہ اب یہ ادارہ ایک بین الاقوامی جامعہ کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ مولانا کا تعلق بے شمار تنظیموں سے ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، آل انڈیا ملی کونسل، فقہ اکیڈمی، مسلم مجلس مشاورت، فقہ اکیڈمی سعودی عرب اور اس کے علاوہ دسیوں ملی وقومی وعلمی تنظیموں سے تعلق ہے۔ آپ کی مطبوعہ کتابیں، مقالے، مضامین اتنے ہیں کہ ان کی فہرست لکھی جائے تو بھی ایک رسالہ بن جائے گا۔

آسان تفسیر کا تعارف

آسان و سلیس اُردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح:

اس تفسیر میں مولانا نے مستند احادیث کی روشنی میں قرآنی تعلیمات کو واضح کیا ہے، قرآن مجید سے مستنبط ہونے والے شرعی احکام اور خاص کر جدید مسائل پر توجہ دی گئی ہے، Orientalists کی جانب سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا ہے، عصر حاضر کے غیر اسلامی اور غلط افکار و نظریات کے بارے میں قرآن کریم کے موقف کی وضاحت کی ہے۔

اکابر علماء کرام کی نظر میں آسان تفسیر کی اہمیت اور خصوصیت:

ہندوپاک کے ہر گوشہ سے علماء نے آسان تفسیر کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے، ان میں سے چند علماء حضرات کے اقتباسات یہ ہیں:

- **<u>حضرت مولانا رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم</u>**: ایک زبان سے دوسری زبان میں اہم معانی کو منتقل کرنا، ناممکن کام ہے؛ البتہ عام اور آسان معنی کو منتقل کرنا بڑی حد تک ممکن ہے، موجودہ وقت میں بھی کئی جید علماء نے ترجمے کئے ہیں، ان میں ایک بہترین ترجمہ عزیز مکرم مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی کا ہے۔ فقہ میں خاص طور سے ان کا بہت اچھا اور نمایاں کام ہے، فقہ کا فن غور وتحقیق کا نام ہے، لہٰذا قرآن کریم کے احکام ومعانی کو سمجھنے اور پیش کرنے میں بھی ان کی محنت بڑی نفیس اور قابل استفادہ ہے۔

- **حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم**: زیر نظر ترجمہ و تفسیر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کے قلم سے ہے، موصوف کا شمار عصر حاضر کے ممتاز فقیہ اور کثیر التصانیف علماء میں ہے، ان کی فقہی بصیرت سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔
- **حضرت مولانا قاسم مظفرپوریؒ**: اُردو داں حضرات کے لئے ایک قیمتی علمی تحفہ ہے۔
- **حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی دامت برکاتہم**: میں عوام کے ساتھ طلبہ اور علماء کرام کو بھی اس تفسیر کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔
- **حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری**: اس تفسیر کے بارے میں یہ تاثر پیش کرتے ہیں کہ یہ تفسیر بعض بڑی تفاسیر پر بھاری ہے۔
- **حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمیؒ**: اس تفسیر اور صاحب تفسیر کے بارے میں رقم طراز ہیں: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اپنی دینی، تحقیقی اور تصنیفی اہم خدمات کی وجہ سے ملت کے ارباب علم میں اپنی ایک قابل اعتماد پہچان پیدا فرما چکے ہیں، پیش نظر ترجمہ و تفسیر قرآن کریم میں مولانا موصوف نے اپنی اس علمی وقیع پہچان کو مکمل دیانت وامانت کے ساتھ برقرار رکھنے کے لئے جس قدر احتیاط کو ملحوظ رکھا ہوگا، وہ ان کے مسلم علم ودیانت کے تحت کسی تحقیق وتفتیش کی ضرورت مند نہیں ہے۔ مولانا نے جس پرداز پر آیات قرآنی کی تشریح فرمائی ہے، اس میں تفسیر کے درج ذیل اساسی اصولوں کو بحمد اللہ بطور خاص پیش نظر رکھا ہے، جس نے کتاب کو تمام ترشبہات سے مبرا کر کے مکمل طور پر قابل اعتماد اور لائق استفادہ بنادیا ہے۔
  - تفسیر قرآن مجید میں اصل اول یہ ہے کہ ترجمہ میں قرآن کریم کے ہر لفظ کے حقیقی معنی لئے جائیں، لیکن اگر کسی اہم شرعی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو اس صورت میں توسعاً مجاز متعارف معنی بھی لئے جاسکتے ہیں۔
  - دوسرا اصول یہ ہے کہ مفہوم کلام کو شاہدین وحی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے تائید بھی حاصل ہو۔
  - تیسرا اصول یہ ہے کہ ترجمہ و تشریح میں کوئی چیز نصوص ظاہرہ شرعیہ کے قطعاً برخلاف نہ ہو۔

ترجمہ اور تفسیر میں جن باتوں کی رعایت کی گئی ہے، ان میں چند اہم یہ ہیں:

مؤلف نے قرآن مجید کا ترجمہ بہت ہی عام اور آسان زبان میں کیا ہے، تاکہ خواص کے ساتھ عوام اور عام طلبہ کو بھی اس کا فائدہ ہو، کوشش یہ کی گئی ہے کہ یہ ترجمہ ہمارے ان بزرگوں کے ترجمے سے باہر نہ جائے: شاہ ولی اللہ صاحبؒ، شاہ عبدالقادر صاحبؒ، شاہ رفیع الدین صاحبؒ، مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، ان حضرات کے ترجمے سے مدد لی گئی ہے، لیکن کوشش یہ کی گئی کہ الفاظ میں موجودہ اسلوب تحریر کی رعایت ہو، حضرت تھانویؒ کے ترجمے اور تعبیرات کا بہت لحاظ کیا گیا ہے۔

آیات احکام کے ذیل میں کوشش کی گئی ہے کہ اختصار اور عمدہ ترتیب کے ساتھ فقہی مسائل بھی واضح ہو جائیں نیز عصر حاضر سے متعلق کسی نئے فقہی مسئلہ پر روشنی پڑتی ہو تو جامعیت کے ساتھ اس کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ“ (اپنی اولاد کو افلاس کی وجہ سے مار نہ ڈالو)، اس کی تفسیر کے ضمن میں آپ نے یہ تحریر فرمایا:

”تیسرے افلاس کی وجہ سے اولاد کے قتل کرنے کو منع کیا گیا ہے، موجودہ زمانے میں ”ماتھوس“ کے نظریہ کے مطابق قتل اولاد کی بدلی ہوئی شکل برتھ کنٹرول کی صورت میں مروج ہے؛ چنانچہ انسانی پیدائش کو روکنے کے لئے مرد و عورت کا نس بندی آپریشن کیا جاتا ہے، جو حمل قرار پاچکا ہو اس کا اسقاط کرایا جاتا ہے، عارضی منع حمل کے لئے دواؤں کا اور کنڈوم کا استعمال ہوتا ہے، یہ ساری صورتیں اگر اس لئے اختیار کی جائیں کہ پیدا ہونے والے بچوں کی ضروریات کا کیا انتظام ہوگا تو ناجائز ہے، البتہ آپریشن اور اسقاط حمل کی صورت حرام ہے اور کنڈوم اور عارضی منع حمل ادویہ مکروہ؛ لیکن اگر طبّی ضرورت ہو یعنی عورت یا پیدا ہونے والے بچے کی زندگی صحت کو غیر معمولی خطرہ ہو تو ان حالات میں نس بندی کی گنجائش ہے، جیسے شوہر یا بیوی ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو یا عورت پاگل ہو اور حمل اور پرورش کی صلاحیت نہ رکھتی ہو، یا بچہ کے کس خطرناک موروثی مرض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، اگر حمل سولہ ہفتوں کا ہو چکا ہو، جس میں عموماً روح پیدا ہو جاتی ہے تو اب اس کا اسقاط حرام ہے اور یہ انسان کو قتل کرنے کی طرح ہے، اور اگر چار مہینے سے کم مدت کا حمل ہو تو میڈیکل ضرورت کے تحت کسی معتبر ماہر مسلمان ڈاکٹر اور مسلمان دستیاب نہ ہو تو غیر مسلم ڈاکٹر کے مشورہ پر حمل ساقط کرایا جاسکتا ہے، اسی طرح عارضی موانع حمل بھی طبّی ضرورت کے تحت استعمال کئے جاسکتے ہیں، معاشی مقاصد کے لئے نہیں۔“ (ملاحظہ ہو: جلد۱: ص: ۴۶۴۔ ۴۶۳۔ تفسیر سورۃ الانعام: آیت: ۱۰۲)

اسی طرح سورۃ المائدہ آیت ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کے سلسلے میں لکھا ہے:

”یعنی عام غیر مسلموں سے تو مسلمانوں کے نکاح کا تعلق نہیں ہو سکتا، نیز اہل کتاب مردوں سے بھی مسلمان عورتوں کا نکاح نہیں ہو سکتا، لیکن اہل کتاب عورتوں سے مسلمان مرد نکاح کر سکتے ہیں۔ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، جو واقعی خدا پر، رسالت پر، آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، گو پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ پر ان کا ایمان نہ ہو، جو محض خاندانی طور پر یہودی یا عیسائی ہوں؛ مگر خدا کے منکر ہوں، نبوت کے قائل نہ ہوں، وہ اہل کتاب میں شامل نہیں ہیں، نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے، نہ ان کی عورتوں سے مسلمان مردوں کے لئے نکاح جائز ہے۔ آج کل امریکہ و یورپ وغیرہ میں اکثریت کا یہی حال ہے ”مِنْ قَبْلِكُمْ“ (تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی) سے واضح ہو گیا کہ اہل کتاب سے اسلام سے پہلے کے مذاہب (یہودیت و نصرانیت) کے ماننے والے مراد ہیں، خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد اگر کوئی بدبخت نبوت کا دعوی کرے اور کچھ کم نصیب لوگ اس دعویٰ پر لبیک کہیں، تو وہ ”اہل کتاب“ کے حکم میں نہیں ہیں، نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح درست، وہ عام کفار و مشرکین کی طرح ہیں؛ بلکہ ان سے بھی بدتر، جیسا کہ اس دور میں قادیانیوں کا گروہ ہے۔“ (ملاحظہ ہو جلد۱ ص: ۳۶۲)

آیات احکام کے ضمن میں جو احکام و مسائل ان سے مستنبط ہوتے ہیں انہیں آسان الفاظ میں عمدہ ترتیب کے ساتھ لکھا گیا تاکہ پڑھنے والے کے ذہن نشین ہو جائے۔مثال کے طور پر اس سلسلے میں سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۲ جو "آیت مداینہ" کہلاتی ہے اور جو قرآن کی سب سے طویل آیت ہے اس کی تفسیر دیکھی جاسکتی ہے۔اس طرح فقہی اختلافات سے بچتے ہوئے احکام و مسائل فقہ حنفی کے مطابق لکھے گئے اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی حدیث وسنّت سے دلیل بھی ذکر کر دی گئی۔

اسی طرح معاشرہ میں جو غلط عقائد یا رسوم رائج ہیں، قرآن پاک کی کسی آیت سے اس کی تردید ہوتی ہو تو مؤلف نے نہایت حکمت کے ساتھ اور داعیانہ اسلوب میں اس کی نشان دہی بھی کی ہے، لب ولہجہ میں سختی نہیں کہ اس سے مخاطب میں جذبۂ اصلاح کے بجائے ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں ہم چھوٹے سے دو اقتباس نقل کرتے ہیں۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۹۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت کی ابتداء میں حضرت آدم وحواء علیہا السلام کا ذکر ہے، بعد میں ان کی ذریت کا، حضرت آدم وحواء علیہا السلام نے تو اولاد کے حاصل ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ان کی اولاد کا حال یہ ہے کہ وہ اولاد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جیسے ان کا نام عبد شمس، احمد بخش، پیر بخش وغیرہ رکھتے ہیں، یہ حد درجہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ شیطان کے بہکانے پر حضرت حواء علیہا السلام نے اپنی اولاد کا نام "عبدالحارث" رکھا تھا اور "حارث" شیطان کا نام ہے، مگر یہ روایت معتبر نہیں ہے اور اسرائیلیات میں سے ہے، جو حضرت آدم وحواء علیہا السلام کے شایان شان نہیں"۔ (تفسیر قرطبی: ۷:۳۳۸) (ملاحظہ ہو: جلد اص: ۵۲۷)

اسی طرح سورہ یونس آیت ۴۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صاف صاف اعلان کرا دیا کہ میں نہ کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ کسی نقصان کا، یعنی اگرچہ آپ تمام مخلوقات میں افضل ہیں، لیکن آپ بھی کائنات میں مختار نہیں ہیں کہ جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں، افسوس ان لوگوں پر ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اس کے باوجود وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "مختار کل" کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اس تنبیہ کی روشنی میں وہ خود اپنا جائزہ لیں، وباللہ التوفیق"۔ (ملاحظہ ہو: جلد اص: ۶۳۶)

طوالت سے بچتے ہوئے ہم مزید اقتباس نقل نہیں کر سکتے ورنہ تفسیر میں مؤلف نے حسب موقع مستشرقین کے اعتراضات اور مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں ان کا بھی ازالہ کیا ہے، اور جو آیات دعوت دین سے متعلق ہوں تو حسب موقع اس کی اہمیت، داعی کے اوصاف اور موجودہ دور میں دعوت کے طریقہ کار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ (دیکھئے: جلد اص: ۵۶۴ تفسیر سورۃ توبہ آیت ۶)

مؤلف نے اپنی تفسیر کے لئے جو مقدمہ لکھا ہے وہ کم وبیش ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں قرآن مجید کے نام، صفات، نزول قرآن اور اس کی کیفیت، اسباب نزول، قرآن کے مضامین، جمع قرآن عہد صدیقی اور عہد عثمانی میں، مکی مدنی سورتوں کی خصوصیات، اعجاز قرآن نیز عہد بہ عہد تفسیر قرآن اور تفسیر قرآن کے اصول و قواعد وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ایک عام آدمی جو بڑی کتابیں نہیں پڑھ سکتا اس کو اس فن کے حوالے سے اچھی خاصی اور ضروری معلومات اس مقدمہ سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

تفسیر ماجدی

(مفسر: مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ)

نام : عبدالماجد دریا بادیؒ

پیدائش: ۱۷مارچ ۱۸۹۲ء، دریا باد ضلع بارہ بنکی انڈیا

وفات: ۶ جنوری ۱۹۷۷ء، لکھنؤ

مولانا عبدالماجد دریا بادی، دریا باد ضلع بارہ بنکی کے ایک مشہور، باعزت قدوائی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا مفتی مظہر کریم کو انگریز سرکار کے خلاف ایک فتوی پر دستخط کرنے کے جرم میں جزائر انڈمان میں بطور سزا کے بھیج دیا گیا تھا۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہی مختلف اساتذہ سے ہوئی، اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ نے ۱۹۰۸ء میں کیننگ کالج میں داخلہ لیا جو بعد میں لکھنؤ یونیورسٹی میں تبدیل ہوا۔ لکھنؤ میں بی۔اے مکمل کرنے کے بعد آپ کی خواہش فلسفہ میں ایم۔اے کرنے کی تھی، لکھنؤ میں چونکہ اس کا انتظام نہیں تھا اس لیے آپ علی گڑھ چلے گئے، آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا، لکھنؤ کی کوئی لائبریری ایسی نہیں تھی جس سے آپ نے استفادہ نہ کیا ہو اور اس کی اکثر کتابیں نہ پڑھی ہوں۔ دوران مطالعہ ایسی کتابیں بھی آئیں جنھوں نے آپ کو مذہب سے دور بلکہ بہت بیزار کر دیا تھا، مگر جلد ہی اس خاردار وادی سے نکل آئے۔ جن زندہ شخصیات نے آپ کو دوبارہ مذہب سے قریب کرنے میں اہم کردار ادا کیا ان میں سر فہرست مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا حمید الدین فراہیؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ اور مولانا عبدالباری ندویؒ شامل تھے۔ نیز علامہ شبلیؒ کی سیرت النبی، مثنوی مولانا رومؒ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تفسیر قرآن نے اسلام کی حقانیت کا نقش بٹھانے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے والد جناب محمد عبدالقادر صاحب ڈپٹی کلکٹر اور والدہ محترمہ کی بچپن کی تربیت، مخلصانہ دعاؤں اور آہ سحر گاہی کا بھی اس میں بڑا دخل تھا۔

مولانا دریا بادیؒ کی شخصیت کی نمایاں ترین خصوصیت ترتیب و تنظیم، اوقات کا انضباط اور اصولوں کا پاس ولحاظ تھا۔ انہوں نے اپنے لیے ایک نظام الاوقات مرتب کیا تھا اور زندگی بھر سختی سے وہ اس پر عمل پیرا رہے۔ وقت کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ نماز، عبادت و ریاضت اور علمی وادبی کاموں ہی کے لیے نہیں بلکہ اندرون خانہ آنے جانے، لوگوں سے ملنے ملانے، کھانے پینے، غرض ہر بات کے لیے وقت مقرر تھا جس کے خلاف عمل کرتے کسی نے انہیں کم ہی دیکھا ہوگا اس مختصر تحریر میں آپ کی ادبی، صحافتی اور علمی تحریروں کا جائزہ بلکہ اشارہ بھی ناممکن ہے۔

تفسیر ماجدی کی خصوصیات :

آپ کا سب سے اہم کام انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی ایک جامع تفسیر کی تصنیف ہے۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ نے اسلام، قرآن اور نبی کریم ﷺ کی ذات پر دشمنان اسلام کی جانب سے کئے جانے والے اعتراضات کو سامنے رکھ

کر یہ تفسیر لکھی ،اس کے لیے آپ نے تقریباً تمام آسمانی صحیفوں کا مطالعہ کیا، تفسیر میں جا بجا عصر قدیم اور عصر جدید کے حوالہ دیے،ائمہ تفسیر کے حوالے دیتے ہوئے حسب موقع ان کے اقتباسات بھی نقل کئے ۔ اس طرح آپ کی تفسیر کا مقام دیگر تفسیروں کے مقابلے میں بہت اونچا اور قیمتی ہے۔

تفسیر ماجدی کے مطالعہ سے اس کی خصوصیت واضح طور پر نظر آتی ہے کہ مؤلف کے پیش نظر اس تصنیف کا مقصد در اصل مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا تدارک تھا، اس ضمن میں جتنی بھی کوششیں ہوئی ہیں ان میں اس کاوش (تفسیر ماجدی) کو نمایاں مقام حاصل ہے۔اس کی وجہ آپ کا اسلوب استدلال ہے، مغرب کو جواب دینے کا جو افضل ترین طریقہ ہو سکتا تھا وہ آپ نے اپنایا ہے اور علمی استدلال سے کام لیا ہے۔

مولانا کی زندگی کی خصوصیات و کمالات میں ان کی اسلام اور رسول ﷺ سے شدید وابستگی ،اسلامی شریعت پر گہری نظر اور اس کے لیے غیرت و حمیت اور زندگی سے اس کے تعلق کو اہم ترین خصوصیات کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

۶ جنوری ۱۹۷۷ء کو ۸۵ برس کی عمر میں آپ کا پیمانہ عمر لبریز ہوا، علی الصباح خاتون منزل لکھنؤ میں ساڑھے چار بجے کلام اللہ کا شارح اور مفسر اللہ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ نماز آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے ندوہ کے وسیع میدان میں ایک جم غفیر کی معیت میں پڑھائی، بعد ازاں جنازہ دریا باد لے جایا گیا، جہاں آپ کے مکان کے قریب ہی حضرت مخدوم آب کشؒ کے مقبرہ کے قریب تدفین انجام پائی۔ (**نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ**)

تدبر قرآن

مصنف کے حالات:

نام : مولانا امین احسن اصلاحی

پیدائش: ۱۹۰۴ء، اعظم گڑھ

وفات: ۱۹۹۷ء، لاہور

ملک: آزادی کے بعد پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں وفات ہوئی۔

اساتذہ کرام: امام حمید الدین فراہیؒ کے تلمیذ خاص ہیں۔

شخصیت:

مدرسہ سے فارغ ہوتے ہی مولانا اصلاحی ۱۹۲۲ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں سہ روزہ "**مدینہ**" بجنور کے نائب مدیر مقرر ہوئے،اس کے علاوہ دیگر اخبارات میں بھی آپ نے کام کیا۔ پھر ۱۹۲۵ء میں مولانا نے صحافت کو خیر باد کہا اور امام حمید الدین فراہیؒ کی خواہش پر علوم قرآن میں تخصص کی غرض سے ہمہ وقت مدرستہ الاصلاح سے وابستہ ہوگئے۔ پھر ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کو جماعت اسلامی کی تشکیل ہوئی اور آپ کو جماعت اسلامی کے ارکان میں شامل کر کے ایک علاقہ کا نائب مقرر کر دیا گیا۔

مولانا اصلاحی نے تدبر قرآن کی تفسیر کئی سالوں کی محنت کے بعد مکمل کی۔ تکمیل تفسیر کے بعد آپ نے خدمت حدیث کا ارادہ کیا، چنانچہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو ادارہ تدبر قرآن وحدیث کا قیام عمل میں لایا جس کے صدر مولانا اصلاحی اور ناظم "خالد مسعود" مقرر ہوئے،ادارہ کی تحقیقات اور مولانا کے دروس کی اشاعت کے لیے ۱۹۸۱ء میں مجلّہ "تدبر" کا اجرا ہوا،اسی طرح ادارہ میں درس قرآن اور حدیث کا ہفتہ وار سلسلہ جاری کیا گیا جو ۱۹۹۳ء میں پیرانہ سالی اور نقاہت کے باعث سلسلہ درس منقطع ہو گیا۔

تصانیف:

یوں تو مولانا نے بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائی ہیں،ان میں سے چند یہ ہیں: مبادی تدبر قرآن،تدبر قرآن، تزکیہ نفس۔

تفسیر تدبر قرآن

تدبر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی کی اردو تفسیر قرآن ہے جس میں مصنف نے وہ قرآنی فکر و فلسفہ پیش کیا ہے جو اس عہد کے چیلنج کا جواب ہے، خاص طور پر نظم قرآن اور ارتباط قرآن پر زیادہ زور دیا گیا؛ چوں کہ بعض مستشرقین کا اشکال ہے کہ

قرآن کے اندر نظم نہیں ہے، کئی مفسرین نے اس کے جواب کا بیڑا اٹھایا، ان میں یہ تفسیر بھی ہے جو ۹ جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۴۰۳ھ میں فاران فاونڈیشن سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی،اس ترجمہ و تفسیر کی زبان بہت رواں اور شگفتہ ہے۔

اس تفسیر کی دو ممتاز خصوصیات ہیں،ایک تو یہ کہ قرآن مجید کی کل آیات ۶۲۳۶ ہے اور تفسیر تدبر قرآن کے بھی اتنے ہی صفحات ہیں، گویا ہر آیت کی تفسیر کے لئے اس کتاب کا ایک صفحہ مختص کیا گیا ہے۔ دوسری یہ کہ قرآن مجید کا زمانہ نزول ۲۳ سال ہے اور تدبر قرآن کا زمانہ تحریر و تسوید بھی ۲۳ سال ہے۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

اس تفسیر میں وہ چیزیں لی گئی ہیں جو فی الواقع اور فی الحقیقت آیت سے نکلتی ہوں اور فہم قرآن کے داخلی وسائل کے ساتھ ساتھ ان وسائل کو بھی اہمیت دی گئی ہے جو قرآن سے باہر ہوں، لیکن ان کو داخلی وسائل کے تابع رکھ کر ان سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

فہم قرآن کے داخلی وسائل:

اس میں بنیادی طور پر قرآن کی زبان ہے جس کا پورا پاس و لحاظ رکھا گیا ہے، نیز قرآن کے نظم و نسق پر بھی توجہ دی گئی ہے۔مزید یہ کہ تفسیر قرآن بالقرآن کے اصول سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

فہم قرآن کے خارجی وسائل:

اس ضمن میں سنت متواترہ و مشہورہ، احادیث وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم، شانِ نزول اور کتب تفسیر جیسے تفسیر ابن جریر، تفسیر رازی، تفسیر زمخشری وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ قدیم آسمانی صحیفوں اور عرب کی تاریخ سے جو مفید معلومات کتابوں میں سے مل سکیں وہ نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

خلاصہ کے طور پر یہ کہنا مناسب ہو گا کہ اس تفسیر میں مصنف نے قرآن کے نظم و نسق کے بارے میں تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

بیان القرآن

مفسر کے حالات:

نام: مولانا اشرف علی تھانویؒ

پیدائش: ۵ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۸۶۳ء

وفات: ۱۷ رجب ۱۳۶۲ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۴۳ء

مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ددھیالی نام "عبد الغنی" تھا لیکن اس زمانے کے مشہور و مجذوب حافظ غلام مرتضٰی پانی پتؒ نے "اشرف علی" نام تجویز کیا۔

اساتذہ کرام:

آپ نے جن اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، (۲) مولانا یعقوب نانوتویؒ، (۳) شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ۔

شاگرد رشید:

حضرت تھانویؒ کے چودہ سالہ قیام کانپور کے زمانہ میں "جامع العلوم" کے چشمہ علم سے بہت سے تشنگان علم نے اپنی علمی پیاس بجھائی؛ البتہ ان میں سے جو آسمان علم پر روشن ستاروں کی طرح چمکے ان میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) مولانا محمد اسحاق بردوانی، (۲) مولانا محمد رشید کانپوری، (۳) مولانا احمد علی فتح پوری، (۴) مولانا صادق الیقین کرسووی (۵) مولانا فضل حق بارہ بنکی، (۶) مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

شخصیت:

بھارت کی ریاست اتر پردیش کے ایک مشہور عالم، صوفی، مترجم قرآن و مفسر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کا تعلق دیوبندی مکتب فکر سے تھا۔ دیوبند سے فراغت کے بعد انہیں عوام اور خواص حکیم الامت کے لقب سے جانتے تھے۔

تعلیم و تکمیل کے بعد والد صاحب اور اساتذہ کی اجازت سے آپ کانپور تشریف لے گئے اور مدرسہ فیض عام میں پڑھانا شروع کر دیا۔ ۱۴ سال تک وہاں پر فیض کو عام کرتے رہے، ۱۳۱۵ھ میں آپ کانپور چھوڑ کر اپنے آبائی وطن تھانہ بھون تشریف لے گئے اور یہاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خانقاہ کو نئے سرے سے آباد کیا اور مدرسہ اشرفیہ کے نام سے ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی جہاں آخر دم تک تدریس، تزکیہ نفوس اور اصلاح معاشرہ جیسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے ظاہری علم کے ساتھ باطنی اور تصوف کا علم بھی سیکھا اور آپ نے اپنی ضخیم تصانیف، علم و حکمت کے مواعظ سے امت کے تشنگان کی پیاس بجھائی۔

تصانیف :

آپ کی تصانیف اور رسائل کی تعداد ۸۰۰ تک ہے۔ ان میں سے چند ایک کے نام پیش خدمت ہیں :

تفسیر بیان القرآن، حقیقۃ الطریقۃ، احیاء السنن، امداد الفتاویٰ، الانتباہات المفیدہ، اعلاء السنن، بہشتی زیور، نشر الطیب وغیرہ۔

تفسیر بیان القرآن کے بارے میں

اس کتاب کا نام "مکمل بیان القرآن" ہے اور یہ کتاب ۱۲؍ جلدوں پر مشتمل ہے، یہ نہایت ہی عالمانہ تفسیر ہے اور دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ کے لیے بہت ہی نفع بخش ہے، بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُردو کی "جلالین" ہے۔

تفضیلات :

اس تفسیر میں حضرت تھانویؒ نے جن امور کا لحاظ رکھا ہے ان کا خلاصہ کچھ یوں ہے :

- جو شبہات تھے ان کا بھی جواب دیا ہے۔
- ترجمہ میں ترکیب کی رعایت کی گئی ہے بنسبت اتباع محاورہ کے
- مصنف نے مباحث متعلقہ کتب سماویہ سابقہ کے مضامین تفسیر حقانی سے نقل کیے ہیں
- مسائل فقہیہ و کلامیہ میں جو تفسیر کے متعلق تھا وہی لکھا ہے
- ہر جگہ تفسیر میں اتباع سلف صالحین کا کیا ہے متاخرین جو اقوال سلف کے خلاف تھے ان کو ذکر نہیں کیا

یہ کتاب ۱۲ جلدوں پر مشتمل اور ہر جلد ڈھائی پارہ پر مشتمل ہے۔ ہر جلد کے آخر میں فہرست اور مضامین کا خاکہ بھی پیش کیا ہے۔ جو حواشی عربی میں لکھے ہیں وہ اہل علم اور خواص کے لئے ہیں، ان میں ایسے علمی و بلاغتی نکات بیان کیے ہیں کہ اہل علم کو ان سے بڑا فائدہ پہنچتا ہے اور بسا اوقات بڑی تفاسیر کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے، نیز دوران درس وتدریس ان نکات سے کام لیا جا سکتا ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء

آسان ترجمہ قرآن

صاحب کتاب کا تعارف

نام : مفتی محمد تقی احمد عثمانی

پیدائش: 27اکتوبر1943ء

مقام پیدائش: دیوبند، ضلع سہارنپور، صوبہ اتر پردیش

آپ کا نام مفتی محمد تقی احمد عثمانی ہے۔ تحریک پاکستان کے کارکن اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند اور مفتی رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی ہیں۔

تعلیمی سفر :

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم مرکزی جامع مسجد تھانوی جیکب لائن کراچی میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب کے قائم کردہ مدرسہ اشرفیہ میں حاصل کی اور پھر آپ نے اپنے والد بزرگوار مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ کی نگرانی میں دارالعلوم کراچی سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی، جس کے بعد 1961ء میں اسی ادارے سے فقہ میں تخصص کیا، بعدازاں جامعہ پنجاب میں عربی ادب میں ماسٹرز اور جامعہ کراچی سے وکالت کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ نیز آپ نے اپنے وقت کے تقریباً تمام جید علماء سے حدیث کی اجازت حاصل کی، جن میں خود ان کے والد بزرگوار مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے علاوہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ شامل ہیں۔

آپ کے شاگرد :

ویسے تو آپ کے شاگردوں کی تعداد لامحدود ہے، جتنے بھی طلبہ دارالعلوم کراچی سے فارغ التحصیل ہیں سب کے سب آپ کے تلامذہ ہی کہلائیں گے، البتہ کچھ شاگرد ایسے مایہ ناز ہیں جن کا ذکر ضروری ہے، جیسے مسجد نبوی کے امام وخطیب فضیلۃ الشیخ طالب بن حمید بھی آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں جنہوں نے آپ سے کتب حدیث پڑھی ہیں، اور بھی دیگر بڑے بڑے عرب علماء نے آپ سے حدیث شریف پڑھی ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ

تدریسی خدمات :

آپ دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری، فقہ اور اسلامی اصول معیشت پڑھاتے ہیں، اس کے علاوہ مختلف ملکی وغیر ملکی جامعات وقتاً فوقتاً آپ کے خطبات کا انتظام کرتے رہتے ہیں، آپ دو عشروں سے زائد وقت سے جامعہ دارالعلوم کراچی میں درس بخاری پڑھا رہے ہیں، پہلے آپ ایک فقیہ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے اور اب دنیا آپ کو ایک محدث کی حیثیت سے بھی جانتی ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء نے آپ کو شیخ الاسلام کا لقب عطا کیا ہے۔

اکابرین امت کے نزدیک آپ کا مقام:

آپ ایسی شخصیت کے مالک ہیں کہ ان کے تواضع کی سند محدث عصر علامہ بنوریؒ "مسکین ابن مسکین" (مسکین کا بیٹا مسکین) فرما کر دیا کرتے تھے اور بھی "الشیخ الشاب" فرما کر محبت کا اظہار کرتے تھے۔ نیز فضیلۃ الشیخ الدکتور عبد الفتاح ابو غدۃؒ آپ کو "تفاحۃ الھند والباکستان" (ہندوستان و پاکستان کا سیب) کے لقب سے یاد کرتے تھے اور ایک مرتبہ از راہ محبت فرمایا "لَوْ کُنْتَ تُفَّاحَۃً لَأَکَلْتُكَ" (اگر تم سیب ہوتے تو میں تمہیں کھالیتا)۔

آپ کو شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط کے جواب میں لکھا کہ "مجھے تو خود تمہیں خط لکھنے کو کھاج (خواہش) اٹھے"۔ شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ آپ تو ہمارے پاکستان کے علی میاں ہیں۔ یہ تو کچھ نظیریں ہیں جن سے اکابر کی نظروں میں آپ کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سوچا تھا تیری سادگی پہ لکھوں گا اک غزل
پر افسوس تیرے معیار کے الفاظ نہ مل سکے

آپ کی تصانیف:

مفتی صاحب کی تصانیف میں آسان ترجمہ قرآن (توضیح القرآن) مع تشریحات مکمل تین جلدیں، آسان نیکیاں، اندلس میں چند روز، اسلام اور سیاست حاضرہ، اسلام اور جدت پسندی، اکابر دیوبند کیا تھے، تقلید کی شرعی حیثیت، پر نور دینی تراشے، بائبل کیا ہے، جہان دیدہ، دنیا میرے آگے، حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق، حجیت حدیث، علوم القرآن، ہمارا معاشی نظام، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیں، عدالتی فیصلے، مسیحیت کیا ہے، درس ترمذی، اصلاحی خطبات، اصلاحی مواعظ، فقہ البیوع وغیرہ اور بھی بے شمار کتابیں ہیں جن کو یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔

کتاب کا تعارف

کتاب کا نام: آسان ترجمہ قرآن (توضیح القرآن)

کتاب کی خصوصیات:

- بامحاورہ اور انتہائی آسان ترجمہ کیا گیا۔
- مختصر تفسیری تشریحات جن کے متعلق مفتی صاحب خود لکھتے ہیں: "تشریحی حواشی میں صرف اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ترجمہ پڑھنے والے کو جہاں مطلب سمجھنے میں کچھ دشواری ہو، وہاں وہ حاشیہ کی تشریح سے مدد لے سکے۔ لمبے تفسیری مباحث

اور علمی تحقیقات کو نہیں چھیڑا گیا، کیوں کہ اس کے لیے بفضلہٖ تعالی مفصل تفسیریں موجود ہیں؛ البتہ ان مختصر حواشی میں چھنی چھنائی بات عرض کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد حاصل ہوئی ہے"۔

- معیاری ادبی اور ٹکسالی زبان جس میں انسانی بساط کی حد تک قرآنی بلاغت کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہر ہر عربی محاورے کا محاوراتی اردو بدل لانے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ہر سورت کی ابتداء میں اس کا اجمالی تعارف کیا گیا ہے۔
- شروع میں ایک وقیع علمی مقدمہ بھی شامل ہے جس میں وحی کی ضروت، عہد رسالت و عہد صحابہ میں قرآن کی حفاظت، قرآنی علوم کے بنیادی تعارف اور تفسیر کے لیے درکار علوم اور ان کے متعلق پھیلی غلط فہمیوں جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔
- اس کتاب کی ایک عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ اس کا اکثر و بیشتر حصہ مفتی صاحب نے ہوائی جہاز میں قلمبند کیا، اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب ہوا (فضاء) میں لکھی گئی ہے، جس کی خود مفتی صاحب نے جگہ جگہ حاشیہ میں نشاندہی کی ہے۔
- اس ترجمے نے بہت جلد ایک وسیع حلقہ قارئین بنالیا ہے اور اب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے اور قریب قریب ہر مہینے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ متوسط درجے کے پڑھے لکھے حضرات کی قرآنی تعلیم کی غرض سے لکھا گیا تھا، لیکن علماء اور خواص بھی اس سے بدستور استفادہ کر رہے ہیں۔ اس میں صاحب ترجمہ کی اپنی ذاتی ہر دلعزیزی اور شہرت و پسندیدگی کو بھی دخل ہے۔
- یہ ترجمہ اپنی جامعیت میں بے مثال اور ممتاز ہے۔ مترجم نے یہ ترجمہ ساڑھے تین سال کے عرصے میں تحریر کیا۔ سن 2008 میں یہ مکمل ہو کر سامنے آیا۔ یہ ترجمہ کئی اقسام کے ایڈیشنز، نیز گوگل ایپ (GOOGLE APP)، پی ڈی ایف (PDF) اور صوتی تسجیل (صوتی ریکارڈنگ) کی شکل میں بھی موجود ہے۔

یہ کتاب تین جلدوں میں طبع شدہ ہے، اختصار کے ساتھ یہ کتاب کا اجمالی تعارف ہے، اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، آمین۔

واللہ أعلم بالصواب وعلمہ أتم وأحکم۔ إن کان صوابا فمن اللہ وإن کان خطأ فمن نفسی۔

تفسیر عثمانی

اس تفسیر کا ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کا ہے اور تفسیر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی ہے۔

مصنف (شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رح) کے حالات :

پیدائش : مولانا محمود حسن صاحب کی پیدائش ۱۲۶۸ھ میں بریلی میں ہوئی، آپ کا اصلی وطن دیوبند ضلع سہارنپور تھا۔

تعلیم وتربیت :

۱۵محرم ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم دیوبند کا افتتاح ہوا اور آپ اس کے سب سے پہلے طالب علم ہوئے اور سب سے پہلے استاد ملا محمودؒ مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۶ھ میں صحاح ستہ کی کتابیں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھیں اور ۱۹ ذی القعدہ ۱۲۹۰ھ کو سند فراغت حاصل کی۔

تدریسی خدمات :

آپ ۱۲۸۸ھ سے ۱۳۰۵ھ تک دارالعلوم دیوبند میں مدرس چہارم کی حیثیت سے تعلیمی سرگرمیاں دیتے رہے اور ۱۳۰۵ھ سے صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے ۱۳۳۳ھ تک تشنگان علم کو اپنے فیض سے سیراب کرتے رہے۔

وفات :

۱۸/ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں ملیریا کی بیماری سے متاثر ہو کر دہلی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

شاگرد :

ویسے تو آپ نے اپنے ۴۴ سالہ تدریسی دور میں ہزاروں تشنگان علم کو اپنے فیض سے سیراب کیا لیکن آپ کے شاگردوں میں سے چند مشہور شاگرد یہ ہیں : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت سید مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ، مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ دہلویؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی علماء کرام آپ کے شاگرد رہے ہیں جن کے فیوض آج بھی عالم اسلام میں جاری وساری ہیں۔

تصانیف :

آپ نے درس وتدریس اور مشاغل سیاست کے باوجود کئی کتب تصنیف کی ہیں جن میں سے ترجمہ قرآن، ایضاح الادلۃ اور الادلۃ الکاملۃ قابل ذکر ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی :

ولادت : 10 محرم الحرام 1302ھ بمطابق 1885ء

تعلیم :

عربی تعلیم ۱۳۱۹ھ میں دار العلوم دیوبند ہی میں شروع کی جہاں پر آپ کے اساتذہ میں بالخصوص حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ تھے۔ ۱۳۲۵ھ میں دورہ حدیث درجہ اول سے پاس کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تدریسی خدمات :

فراغت کے بعد دار العلوم دیوبند میں فی سبیل اللہ پڑھاتے رہے اور متوسط کتابوں سے لے کر مسلم شریف اور بخاری شریف کی تعلیم دی۔ مدرسہ فتح پور دلی تشریف لے گئے اور وہاں صدر مدرس مقرر ہوئے۔

مشہور تلامذہ :

آپ کے ممتاز تلامذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی، محمد ادریس کاندھلویؒ، قاری محمد طیب قاسمیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تصنیفات :

یوں تو آپ کی بہت ساری تصنیفات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) تفسیر عثمانی، (۲) فتح الملہم (مسلم شریف کی شرح جو مکمل نہ ہو سکی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اس کا تکملہ لکھا)، (۳) اعجاز القرآن وغیرہ۔

وفات :

۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء مطابق ۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ کو بروز منگل ۱۱ بجکر ۴۰ منٹ پر ۶۴ سال، ۱ ماہ، ۱۲ دن کی عمر میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

تفسیر عثمانی کے بارے میں

اس تفسیر کی خصوصیت ایک یہ ہے کہ اس میں اکابرین ملت میں سے ۱۳ہم اکابر حضرت شاہ عبد القادر دہلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب، شیخ الاسلام مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی - رحمہم اللہ - کا علم و فضل، اخلاص و للٰہیت، کمال اور احتیاط واجب کے ساتھ قرآن کریم کی خدمت کی دھن ہے جو اصل تفسیر عثمانی کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

ترجمہ شیخ الہند :

اس وقت کے اہل علم نے حضرت شیخ الہند سے آسان اور محاوراتی ترجمہ کرنے کی درخواست کی لیکن حضرت نے ترجمہ کا ارادہ نہیں فرمایا؛ لیکن پھر للٰہیت واخلاص اور احتیاط وتدبر کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کے ترجمے موضح القرآن میں نظر ثانی اور

ترمیم کا کام شروع کر دیا اور آخر ۱۳۳۶ھ میں اس عظیم خدمت کو مکمل فرمایا اور اس میں بھی کافی احتیاط و ادب سے کام لیا۔ اس ترجمے کو موضح القرآن سے ممتاز رکھنے کے لئے اس کا نام "موضح فرقان" تجویز کیا تھا مگر یہ "ترجمہ شیخ الہند" ہی کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔

تفسیر عثمانی:

حضرت شیخ الہندؒ اپنی حیات میں تفسیری فوائد کا کام سورہ آل عمران تک ہی کر سکے۔ اس کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالی نے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کو منتخب فرمایا۔ حضرت علامہ عثمانی نے خاص یوم عرفہ کو وقوف عرفات کے وقت ۱۳۵۰ھ کو دیوبند میں اس کام کی تکمیل فرمائی۔

تفسیر عثمانی کی بعض خصوصیات:

۱. مختصر ہونے کے باوجود قرآن کریم کے منشاء و مفہوم کی تعبیر میں اتنی جامع ہے کہ اکثر مقامات پر قرآن کریم کے طالب علم کو بڑی تفسیر سے مستغنی کر دیتی ہے۔

۲. قرآن کریم کی مختلف آیات میں جہاں جہاں ظاہری تعارض معلوم ہوتا ہے ان آیات کی طرف مراجعت کر کے رفع تعارض کی سہل تقریر کی گئی ہے۔

۳. عصر حاضر میں پیدا ہونے والی مشکلات کا شافی جواب دیا گیا ہے اور اکثر مقامات پر اپنے دلنشین انداز میں عقلی دلائل بھی مہیا کیے گئے ہیں۔

۴. جن مقامات پر ایک سے زائد تفسیری آراء پائی جاتی ہے وہاں راجح تفسیر کو ترجیحی وجوہات کے ساتھ اختیار فرمایا ہے۔

۵. اہل علم کے لئے اکثر مقامات پر ایسے لطیف علمی اشارات کر دیے گئے ہیں جن سے ان مقامات پر متوقع دشواریوں کے حل کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

۶. زبان کی سہولت اور جدید محاورات کی مطابقت کا اتنا غیر معمولی اہتمام فرمایا کہ اتنے سال گذرنے کے بعد بھی اس تفسیر کی زبان آج کی زبان معلوم ہوتی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

تفہیم القرآن

حیات مصنف:

نام: سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ

پیدائش: 1903ء مطابق 1321ھ

مقام پیدائش: اورنگ آباد (ریاست دکن)

وفات: 22 ستمبر 1979ء

آپ کا نام سید ابو الاعلیٰ مودودی اور والد کا نام سید احمد حسن مودودی تھا۔ آپ کی ولادت ریاست دکن کے شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ مولانا مودودی کا سلسلہ نسب حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے اور ان کا خاندانی نام "مودودی" خواجہ قطب الدین مودود چشتی متوفی 527ھ کی طرف منسوب ہے۔ یوں تو ان کا گھرانا سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھنے والا تھا اور ان کے والد گرامی کو مولانا شاہ محی الدین سے شرف بیعت حاصل تھی۔

مولانا مودودی نے اپنی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی جس میں قاعدہ بغدادی سے لے کر قرآن، اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم شامل ہے۔ عربی زبان کی صرف، نحو اور فقہ وحدیث کی بعض کتابیں گھر پر ہی پڑھیں، انگریزی زبان کی تعلیم ایک نومسلم سے حاصل کی۔

گھر پر مناسب تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا مودودی نے مدرسہ فوقانیہ اورنگ آباد میں داخلہ لیا، 13 سال کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، مولانا شریف اللہ خان، مولانا عبد السلام نیازی، آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ مولانا مودودی نے مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی سے موطاامام مالک اور جامع ترمذی کی سند حاصل کی۔

ملک کے حالات کو دیکھ کر مولانا نے یہ فیصلہ لیا کہ اسلام کے کامل نظام حیات کو پیش کرنے کے لیے اجتماعی قوت درکار ہے، اسی بنا پر مولانا نے 1941 میں شہر الہ آباد میں جماعت اسلامی کا قیام عمل میں لایا جس میں صرف 70 افراد شامل تھے، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے تحریک اسلامی نے عام نوجوان اور پڑھے لکھے طبقوں میں اپنی جگہ بنالی اور ایک عالمگیر تنظیم بن کر ابھر آئی جس نے بین الاقوامی سطح پر اخوان المسلمون جیسی تنظیم کو متاثر کیا اور بر صغیر میں مولانا منظور نعمانی، مولانا ابو الحسن علی ندوی اور مولانا امین احسن اصلاحی رحمہم اللہ جیسے اکابر علماء کو اپنے اندر شامل کر لیا اور اتحاد امت کا ثبوت ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مولانا مودودی کی تصنیفات پر ایک نظر:

آپ عصر حاضر کے اعلی (Pamphletarian) کی حیثیت رکھتے ہیں، مولانا کے چھوٹے کتابچے بے حد اثر انداز ثابت ہوتے مندرجہ ذیل آپ کے شہرہ آفاق کتابچے ہیں:

(۱) شہادت حق، (۲) دین حق، (۳) سلامتی کا راستہ، (۴) بناؤ اور بگاڑ، (۵) اسلام کا نظام حیات، (۶) زندگی بعد موت۔

یہ کتابچے پڑھ کر بہت سے لوگوں نے راہ راست اختیار کی جن میں شیخ الحدیث ضیاء الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ جو ہندو برہمن گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور دین حق کتاب پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے علمبردار بنے، اور یا مقبول جان جو پاکستان کے افضل ترین صحافیوں میں جن کا شمار ہوتا ہے وہ پہلے ملحد تھے، بعد میں جب انہوں نے سلامتی کا راستہ اور دین حق پڑھی تو واپس دین فطرت پر قائم ہو گئے۔

مولانا نے فلسفیانہ طور پر عقلی اور عملی بنیاد پر مغربی تہذیب کی دھجیاں بکھیر دی، جن میں یہ کتابیں قابل غور ہیں:

(۱) پردہ، (۲) سود، (۳) تنقیحات، (۴) اسلام کا معاشی نظام، (۵) اسلام اور ضبط ولادت، (موضوع سیاست پر) (۶) الجہاد فی الاسلام، (۷) خلافت و ملوکیت، (۸) اسلامی سیاست، (۹) اسلامی ریاست، (۱۰) موجودہ مسلمان اور سیاسی کشمکش کے مضامین، (۱۱) مسئلہ قومیت۔

تفہیم القرآن:

تفسیر تفہیم القرآن کو مولانا مودودیؒ نے محرم 1361 یعنی فروری 1942 میں لکھنا شروع کیا تھا۔ 5 سال تک لگاتار اپنے جریدے ترجمان القرآن میں شائع کرتے رہے لیکن 1948 میں آپ کو جیل جانا پڑا۔ مولانا نے تفہیم القرآن کی تکمیل 1392 ربیع الثانی یعنی جون 1972 میں کی تقریب 30 سال کے عرصے تک آپ قرآن کو کامل نظام حیات کے طور لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

مولانا مودودی نے تفہیم القرآن کے ترجمے میں قرآنی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے دیگر تراجم سے الگ اسلوب اپنایا ہے، آپ نے لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ آزاد اور بامحاورہ ترجمہ کیا یا دوسرے لفظوں میں ترجمانی کا اسلوب اختیار کیا ہے؛ چنانچہ تفہیم القرآن کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ "ایک اور وجہ اور بڑی وجہ لفظی ترجمے کی غیر مؤثر ہونے کی یہ ہے کہ قرآن کا طرز بیان تحریری نہیں بلکہ تقریری ہے"۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "میں نے اس کتاب میں ترجمے کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔۔اس کی اصل وجہ یہ کہ جہاں تک ترجمہ قرآن کا تعلق ہے، یہ خدمت اس سے پہلے متعدد بزرگ بہترین طریقہ پر انجام دے چکے ہیں۔۔۔۔فارسی میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ، اردو میں شاہ عبدالقادر صاحب کا، شاہ رفیع الدین صاحب، مولانا محمود حسن صاحب، مولانا اشرف علی تھانوی اور حافظ محمد صاحب جالندھری کے تراجم ان اغراض کو بخوبی پورا کر دیتے ہیں جن کے لیے ایک لفظی ترجمہ درکار ہوتا ہے"۔

یہ چند باتیں تھیں ترجمہ کے متعلق، اب ہم ان کی تفسیر کے طرز پر نظر ڈالیں گے۔

مولانا مودودی کی تفسیر سلف صالحین کے طریقہ سے بالکل مختلف نہیں ہے، وہ تو آیات ذوالجلال کی تفسیر میں پہلے تفسیر قرآن بالقرآن کرتے ہیں پھر اس کے بعد آیات کی تفسیر مولانا متعدد احادیث کی کتاب سے لے کر آتے ہیں مثلاً کتب ستہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، سنن دارمی، موطا امام مالک و موطا امام محمد سے رسول اللہ کی آیات تفسیر نقل کرتے ہیں،

اس کے بعد مولانا مودودیؒ آیات پر اقوال صحابہ کو نقل کرتے ہیں اور پھر تابعین اور تبع تابعین کی تفسیر کا ذکر کرتے ہیں جن میں مقاتل، مجاہد، علقمہ، طاوس، عطاء ابن ابی رباح، ابن جریر طبری، رحمہم اللہ اجمعین قابل ذکر ہیں۔

ان سب روایتوں کو نقل کر کے مولانا عصری لحاظ سے ان آیات کی معنویت کو بتانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسلام ہر دور کے لیے صحیح اور اس کا نفاذ دنیا کے لیے امن کا باعث ہے، اس بات کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔

تفہیم القرآن کی سب سے بہترین اور خاص بات یہ ہے کی مولانا مودودی نے سابقہ آسمانی کتابوں کے حوالے جگہ جگہ دیے ہیں اور عقلی اور عملی بنیاد پر یہ بتانے کی کوشش کی کہ کہاں کہاں پر اور کن کن جگھوں پر اہل کتاب نے احکامات میں تحریف کی ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے قصوں میں تبدیلی کی ہے۔ مثال کے طور پر یوسف علیہ سلام کے احسن القصص میں اہل کتاب کی غلط تحریفات کی نشاندہی اور قرآن کی روشنی میں انہیں عقلی استدلال سے غلط ثابت کیا ہے۔ اور ایسا ہی انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ کی بھی تصحیح کردی جسے اہل کتاب نے بے ہودہ انداز میں پیش کیا تھا۔ اور شاید یہ کام امت کے کسی بھی مفسر نے اسلام کی عظیم تاریخ میں انجام دیا ہو۔

احکام کے مسائل میں فقہی اختلافات کو وضاحت کے ساتھ مدلل انداز میں بتایا اور احکام کی بحث کے اخیر میں اعتدال کے ساتھ اپنی رائے ظاہر کی، مولانا کا کسی خاص فقہی مسلک کی طرف رجحان نہیں تھا، تفہیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقہی معاملات میں کافی وسعت نظری رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر وہ متعدد کتاب کے حوالے پیش کرتے ہیں جیسے کہ مختصر القدوری، مدونہ، بدائع الصنائع، المغنی، وغیرہ۔

سورہ نور کی تفسیر قابل ذکر ہے، یہاں پر مولانا کا قلم تلوار کی طرح کام کرتا ہے، نہایت لطیف انداز سے مولانا مودودی نے مغربی تہذیب نے اسلام کے اوپر سخت قانون کے متعلق جو الزامات لگائے تھے ان کا بخوبی جواب دیا ہے، چاہے وہ کوڑے کی سزا ہو یا شادی شدہ زانی کے رجم کی سزا کے احکام۔ سورہ طلاق کی تفسیر بھی قابل ذکر ہے، ضرورت پڑنے پر مولانا مودودیؒ نے امام جعفر صادق کے اقوال اور نہج البلاغہ (جو کہ شیعوں کی حدیث کی کتاب ہے) سے حوالے نقل کیے ہیں۔

تفہیم القرآن کی اور خاص بات یہ ہے کہ مولانا نے ہر سورہ کے ابتداء میں اس کے نام کی نوعیت، سورہ کا تعارف، اس کا زمانہ نزول، شان نزول، اس کے مضامین و مباحث کا الگ باب تیار کیا ہے جس کی وجہ سے پڑھنے والے کو سورہ کا پس منظر سمجھ میں آجاتا ہے اور سورہ کی اہمیت اس کے سامنے واضح ہو جاتی ہے۔

تفہیم القرآن میں فلسفیانہ طور پر مولانا مودودی نے الحاد کو دفنا دیا ہے، کیپٹلسٹ تدبیروں کا پردہ فاش کیا، کمیونسٹ پالیسی کی کمزوریوں کو ابھارا اور اسلام کو دین حق کی حیثیت سے پیش کیا اور ایک مسلمان کو اسلام کا داعی اور اللہ کا خلیفہ بتایا ہے۔

ھو الذی أرسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھر علی الدین کله ولو کرہ الکافرون

معارف القرآن

از : مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع عثمانی صاحبؒ

نام : محمد شفیع عثمانیؒ

پیدائش: ۲۱ شعبان ۱۳۱۴ھ ، مطابق ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ء

مقام پیدائش: دیوبند ، ضلع سہارنپور ، اتر پردیش ، انڈیا

وفات: ۱۰ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء

مفتی محمد شفیع عثمانی کے والد مولانا محمد یاسین اور آپ کی والدہ ماجدہ جو سید خاندان سے تھیں اور ایک بھائی اور تین بہنیں تھیں۔آپ کا بچپن علماء کرام کے ارد گرد گزرا۔آپ نے بچپن میں چند پارے حفظ بھی کیے تھے،آپ کی نسبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔آپ کے والد اور والدہ مولانا گنگوہیؒ سے بیعت تھے۔آپ کا نام مولانا گنگوہیؒ نے "شفیع" تجویز فرمایا تھا۔آپ کے والد مولانا محمد یاسین صاحبؒ جو صدر مدرس دارالعلوم دیوبند (سہارنپور ، یوپی) فارسی شعبہ میں تھے۔

قرآن کریم کی تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم ہی میں خط بہ املاء کی مشق اور فارسی کی تمام مروجہ کتابوں کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، حساب اور فنون ریاضی، اقلیدس وغیرہ کو اپنے چچا جناب منشی منظور احمد صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند سے پڑھا۔اور فن تجوید اپنے عربی علوم کے رفیق درس قاری محمد یوسف صاحب میرٹھیؒ سے حاصل کیا۔آپ نے عربی نحو کی ابتدائی کتابیں بھی فصول اکبری، ہدایت النحو اور منیۃ المصلی تک اپنے والد محترم سے فارسی تعلیم کے ساتھ ہی پڑھ لی تھی۔آپ کے والد مولانا گنگوہی کے گزر جانے کے بعد مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے۔آپ کا داخلہ دارالعلوم دیوبند (سہارنپور ، یوپی) میں ۱۳۲۵ھ (مطابق ۱۹۰۸، ۱۹۰۷ء) میں ہوا تھا۔آپ نے ۱۳۳۰ھ میں جب آپ کی عمر 16 سال تھی اصول فقہ اور ادب وغیرہ کی متوسط کتابیں دارالعلوم دیوبند کے درجہ عربی میں باقاعدہ داخل ہو کر شروع فرمائی۔

آپ نے اکیس سال کی عمر ۱۳۳۶ھ (مطابق ۱۹۱۸ء) میں اپنی پڑھائی مکمل کر لی،آپ کے اساتذہ کرام میں یہ حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں : (۱) فخر المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، (۲) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ دیوبند، (۳) سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد احمد صاحب ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، (۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ دیوبند، (۵) عارف باللہ حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحبؒ، (۶) شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ ، (۷) جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ، (۸) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ۔

آپ کا تقرر مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۲ء سے ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۶، ۱۹۳۵ء تک اور پھر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰، ۱۹۴۱ء سے ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء تک آپ نے یہ عہدہ سنبھالا۔آپ نے تقریباً ۲۶۰۰۰ سے ۴۰۰۰۰ تک

فتوے دیے۔ بعض "امداد الفتاویٰ" کے نام سے پرنٹ ہوئے ہیں۔آپ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خانقاہ میں جو اہم خصوصیات کے بارے میں بتایا جاتا تھا انہیں بھی پرنٹ کروایا۔

آپ ۱۹۴۶ء میں کراچی، پاکستان منتقل ہو گئے اور وہاں دارالعلوم کا قیام عمل میں لایا، اور آپ پہلے مفتی اعظم پاکستان مقرر ہوئے۔آپ کا انتقال پاکستان میں ہوا۔

آپ نے اپنی عمر کے آخری پانچ سالوں میں "معارف القرآن" کی تفسیر مکمل فرمائی، سارے عالم میں اس کی مقبولیت کا ثمرہ یہ ہے کہ اس کے ترجمے انگریزی، فارسی، بنگلہ، پشتو، سندھی، تامل اور عربی زبان میں بھی ہوئے ہیں۔

تفسیر کے علاوہ مفتی صاحب نے اپنی اس کتاب میں ان امور پر گفتگو کی ہے:

- وحی اور اس کی حقیقت، وحی کی ضروریات، حضور ﷺ پر نزول وحی کے طریقے
- تاریخ نزول قرآن، سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت، مکی اور مدنی آیات (مکی سورت جو ہجرت سے پہلے اور مدنی سورت جو ہجرت کے بعد)، مکی و مدنی آیات کی خصوصیات، قرآن کریم کا تدریجی نزول، شان نزول
- قرآن کریم کے سات حروف اور قراءتیں (سات حروف سے مراد سات نوعیتیں ہیں)، قراءت میں قبولیت کا معیار، سات قراء، دس اور چودہ قراءتیں
- تاریخ حفاظت قرآن، کتابت وحی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن، جمع قرآن کے سلسلہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار، "اُمّ" کی خصوصیات، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن
- تلاوت میں آسانی پیدا کرنے کے اقدامات، نقطے، حرکات، احزاب یا منزلیں، اخماس اور اعشار، رکوع، رموز او قاف، قرآن کریم کی طباعت
- علم تفسیر: تفسیر قرآن کے مآخذ: 1-قرآن کریم، 2-حدیث، 3- صحابہ کے اقوال، 4-تابعین کے اقوال، 5- لغت عرب، 6-تدبر و استنباط، 7-اسرائیلیات کا حکم۔
- تفسیر قرآن کے بارے میں ایک شدید غلط فہمی
- مشہور تفسیریں: تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر القرطبیؒ۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر البحر المحیط۔ احکام القرآن للجصاص۔ تفسیر الدر المنثور۔ تفسیر مظہری۔ روح المعانی۔ ان کے علاوہ اور بھی باتوں کا معارف القرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

آپ کی معارف القرآن آٹھ جلدوں میں ہے: (۱) سورۃ الفاتحہ سے سورۃ البقرہ، (۲) سورۃ آل عمران سے سورۃ النساء، (۳) سورۃ المائدہ سے سورۃ الاعراف، (۴) سورۃ الانفال سے سورۃ ہود، (۵) سورۃ یوسف سے سورۃ الکھف، (۶) سورۃ مریم سے سورۃ الروم، (۷) سورۃ لقمان سے سورۃ الاحقاف، (۸) سورۃ محمد سے سورۃ الناس۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حوالہ جات: (۱) کتاب: حیات مفتی اعظم مولانا مفتی رفیع عثمانیؒ، (۲) ریڈیو پروگرام انٹرویو، مفتی اعظم محمد شفیع عثمانیؒ، (۳) میرے والد ماجد مولانا مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع عثمانیؒ، (۴) پیش لفظ: معارف القرآن

تفسیر مظہری

از: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ

مصنف کے حالات: قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۰ء پانی پت میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور بعد میں دوسرے علوم کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ تحصیل علم کی خاطر دہلی گئے جہاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

آپ نے شیخ محمد عابد سنامیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی وفات کے بعد حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ سے کسبِ فیض کیا۔ علم کی تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اور بقیہ عمر افتاء، تصنیف وتالیف اور علوم دین کو پھیلانے میں گزار دی۔ آپ نے پانی پت میں منصبِ قضاء بھی اختیار کیا اور اس بلند عہدہ کا نہایت احسن طریقے سے حق ادا کیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے عہد کے عظیم فقیہ، محدث، محقق اور مفسر تھے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ انہیں بیہقی وقت کہا کرتے تھے، فقہ واصول میں آپ مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ تفسیر وکلام اور تصوف میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی تیس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں سے تفسیر میں تفسیر مظہری، حدیث میں کتاب المبسوط اور فقہ حنفی میں مشہور درسی کتاب مالابد منہ مشہور ہیں۔

آپ کا انتقال یکم رجب المرجب ۱۲۲۵ھ کو پانی پت میں ہوا اور وہیں در گور ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

تفسیر مظہری کے بارے میں

آپ کی مشہور تصنیف زیر تبصرہ کتاب "تفسیر مظہری" عربی زبان میں دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کو آپ نے اپنے مرشد مرزا مظہر جان جاناں کے نام سے منسوب کیا۔ تفسیر کا انداز محدثانہ ہے، یہ تفسیر قدمائے مفسرین کے اقوال اور تاویلات جدیدہ کی جامع ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کے فرائض "ادارہ ضیاء المصنفین" بھیرہ شریف کے تین فضلاء نے انجام دیے اور مذکورہ ادارہ کے پچاس سے زائد فضلاء نے اس کے مصادر کی تخریج کی۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے اسے دس جلدوں میں شائع کیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم (فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) دور حاضر کی مقبول و معروف تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"تفسیر مظہری علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی تصنیف ہے، ان کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لئے نہایت مفید، انہوں نے الفاظ کی تشریح کے ساتھ متعلق روایت کا ذکر بھی کافی تفصیل سے کیا ہے اور دوسری تفسیروں کے مقابلوں میں زیادہ چھان پھٹک کر روایت لینے کی کوشش کی ہے"۔ (معارف القرآن: ۵۸/۱)

اس تفسیر میں مصنف نے ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے: تفسیر بیضاوی، تفسیر قرطبی، تفسیر بغوی، در منثور، صحاح ستہ، مشکوٰۃ وغیرہ۔

حوالہ جات: ۱. تفسیر مظہری (اردو) ج.۱، ص: ۳ تا ۶. ط۔ ۱۹۹۹ء (کراچی)، ۲. تفسیر مظہری (اردو) ج۔۱، ص: ۱۰، ط۔ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۰ء (کراچی)، ۳. تفسیر مظہری (عربی) ج۔۱، ص: ۷، ط۔ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء (بیروت۔ لبنان)، ۴. قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ آزاد دائرۃ المعارف۔ ویکیپیڈیا

بیان القرآن

از: ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ

جہاں قرآن ساری انسانیت کے لیے ایک سر چشمہ ہدایت ہے ، پھر اہل علم نے سارے اقطاعِ عالم میں اس کی توضیح، تشریح و تفسیر کا وقیع کام سرانجام دیا، اور ہمارے وطن عزیز سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھی اس میں اپنا حق ادا کیا۔

ان ہی مشہور تفاسیر میں جہاں تفہیم القرآن، احسن البیان، تدبر قرآن کا نام ملتا ہے وہیں "بیان القرآن" بھی عام انسانوں کو کچھ سوچنے اور سمجھنے اور عمل پر ابھارنے کی کوشش کرتی ہے۔

بیان القرآن کو منتخب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ جو عصری علوم پر کافی دسترس رکھتے تھے، پیشہ کے اعتبار سے آپ ڈاکٹر تھے اور طب سے وابستہ رہے، لیکن جب حقیقت منکشف ہوئی اور انسانیت کے بگاڑ پر نظر پڑی تو آپ نے پیشہ طب سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا اور انسانوں کی فلاح اور اخروی فلاح و نجات کے سلسلہ میں تادم آخر اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جمیلہ کو قبول فرمائے اور مغفرت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

آپ کی پیدائش قصبہ "حصار" (ہریانہ) ہندوستان میں ایک علمی خاندان میں ہوئی۔ آپ 26 اپریل 1932ء کو پیدا ہوئے اور آپ کی وفات 14 اپریل 2010ء کو ہوئی۔ ایک باضابطہ عالم دین نہ ہونے کے باوجود آپ نے نبی کریم ﷺ کی حدیث: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً یعنی "پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو۔ (بخاری، مسلم، ترمذی) پر عمل کیا، پھر ان کی سوچ، تدبر و تفکر میں اللہ کے فرمان وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ " ہم نے نصیحت وہدایت کے لیے قران کو بہت آسان بنا دیا ہے، تو ہے کوئی جو اس سے تذکر حاصل کرلے " کا اثر نظر آنے لگا اور آپ نے بطور خاص اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ڈاکٹر اسرار صاحبؒ نے موجودہ زمانے کو اور اس کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عصری اسلوب میں ان باتوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

محترم نے "بیان القرآن" کے ذریعے سے جو خدمات انجام دی ہیں، انہیں حسب ذیل نکات میں پیش کیا جاسکتا ہے:

1. امت محمدیہ ﷺ کے تعلیم یافتہ طبقہ اور نوجوان طبقہ کے اندر قرآن کی عظمت راسخ ہو جائے۔
2. قرآن کی تفسیر و تشریح میں قرآن مبین اور دین متین کی جدید تعبیر اور تشریح اس طرح کی جائے کہ دور جدید سے تعلق رکھنے والے اصحابِ فہم وادراک آسانی کے ساتھ قرآن کے پیغام کو سمجھ سکیں اور دین کی مجہول تعبیر اور تشریح سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں۔
3. قرآن کی خدمت کے سلسلہ میں محترم کو دور جدید کے مفسرین میں یہ ممتاز مقام حاصل ہے کہ آپ نے طب اور سائنس سے متعلق تشریحات بہت ہی جامع اور مدلل انداز میں پیش کی ہیں۔

4. محترم کی تفسیر کی یہ خوبی بھی بہت اہمیت کی حامل ہے کہ موصوف نے غیر ضروری قصہ گوئیوں اور لایعنی تاویلات سے اجتناب کیا ہے۔
5. موصوف نے تفسیر قرآن کو میدان عمل سے جوڑ دیا اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ اس سے زیادہ وابستہ ہوا۔
6. قرآن کی خدمت کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھی جائے گی کہ آپ نے ترجمانی کا سلسلہ جسے مولانا مودودیؒ نے اختیار فرمایا تھا اسی کا منہج اختیار کیا اور لفظی ترجموں کی بھول بھلیوں سے اپنے آپ کو دور رکھا۔
7. کلامِ الٰہی جملہ صفات الٰہیہ کا مظہر: اس موضوع کو آپ نے نہایت مدلل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی تاکہ انسان کو اللہ کے ان مظاہر کے قریب لائیں اور تاکہ انسان غور وتدبر کے ساتھ آفاق وانفس پر غور کرے۔ اگر انسان سچے دل کے ساتھ اور بغیر تعصب کے غور کرے گا تو وہ حق کے عرفان کے قریب ہو جائے گا۔

ایک آیت جس پر میں نے غور وتدبر کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ " یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، اور اللہ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہیں"۔ اس بات اور آیت پر غور کرتے جایئے، انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی لغزشوں، کوتاہیوں پر غور کرے گا تو وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔

قرآن کی یہ اصل معلوم ہو جانے کے بعد ناظرین کے لیے یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا موضوع کیا ہے، اس کا مرکزی مضمون کیا ہے اور اس کا مدعا کیا ہے۔ اس اعتبار سے بلحاظ حقیقت نفس الامر اس فلاح اور اس کا خسران کس چیز میں ہے۔ قرآن پڑھتے جایئے ،اس کی آیتوں پر غور وفکر کرتے جایئے، اور فلاح اور خسران کو نوٹ کرتے جایئے، ان شاء اللہ ایک نئی دنیا کا انکشاف ہو گا۔